اسلام کا پیغام

الشیخ احمد کفتارو ------- ○ ------- ترجمہ: محمد سرور

(جمہوریہ عربیہ سوریہ کے مفتیٔ عام صاحب السماحۃ الاستاذ الشیخ احمد کفتارو نے ۷ جولائی ۱۹۶۷ء کو جاکرتہ (انڈونیشیا) کی جامعہ اسلامیہ "شریف ہدایت اللہ" میں جس نے شیخ موصوف کو اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی تھی، تقریر فرمائی تھی۔ اس عربی تقریر کا اُردو ترجمہ دیا جا رہا ہے۔ مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمدٍ واخوانہ من النبیین والمرسلین ومن حمل دعوۃ الحق بعدھم الی یوم الدین۔ وبعد۔

برادرانِ کرام!

کتاب "جمہوریت" کے مصنف افلاطون کے عہد سے سر تومس مور اور اُس کی کتاب یوتوپیا (UTOPIA) کے زمانے تک اور پھر آج کے دن تک پوری کی پوری انسانیت ایک ایسی مثالی نسل کا خواب دیکھ رہی ہے، جو انسانیت کے لیے باعثِ سعادت ہو، اور وہ اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں جس چیز کی آرزو رکھتی ہے، وہ اس نسل کے ذریعہ پوری ہو۔ ان مسلسل زمانوں کے دوران تہذیبیں اُبھریں اور ختم ہوئیں۔ ان میں سے ہر تہذیب کا یہ خیال تھا کہ وہ انسانیت کو اُس کے عہدِ شباب سے ہم کنار کرنے کی استطاعت رکھتی ہے اور اُسے اُس کی سعادت و مسرت سے بہرہ ور کر سکتی ہے۔ جب ہم ان تہذیبوں اور اُن کے نظریات پر سرسری نگاہ ڈالتے ہیں۔ اور یہ

جاننا چاہتے ہیں کہ اُن میں سے کون سی تہذیب اپنے نتائج کے اعتبار سے سب سے اچھی اور انسانیت کی سعادت اور اُسے مالا مال کرنے میں سب سے بڑھ کر ہے، تو کسی عقل مند اور حقیقت کا ادراک کرنے والے کو اس میں شک نہیں ہوگا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اور آپ کی تعلیمات کی پیدا کردہ تہذیب ہر میدان میں سب سے مقدم اور ہر معاملے میں سب سے زیادہ سیر حاصل تھی۔ یہ ہم محض ادّعا کے طور پر اس لئے نہیں کہہ رہے کہ ہم مسلمان ہیں، بلکہ ہم اس سے خالی الذہن ہو کر یہ کہتے ہیں۔ جو چاہے اس میں بحث و تحیص کر لے اور جو چاہے، مقابلہ کرے اور وہ یقیناً اس بحث و مقابلہ کے بعد اُسی نتیجے پر پہنچے گا جو ہم نے اُوپر بیان کیا، اور جس پر کہ ہمیں ایمان ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکتبِ فکر دوسرے مکاتبِ فکر کی طرح ایسا نہ تھا کہ وہ نظری تربیت کے پہلوؤں میں سے صرف ایک مخصوص پہلو سے اعتنا کرتا۔ اُس نے تو نفوس کی تربیت، عقلوں کی اصلاح و ترقی، خداداد صلاحیتوں کے لئے مواقع بہم کرنے، عزائم کو اُبھارنے، عقل روح اور حق کو تقویت دینے اور باطل کے زور کو کم کرنے کے سلسلے میں علمی راہ اختیار کی۔ آپ کی اس تربیت کا عملی نتیجہ ایک معجزہ تھا۔ اس مکتبِ فکر کی کچھ اوپر بیس سال کی زندگی انسانیت کے لئے طویل صدیوں سے زیادہ بابرکت تھی، بلکہ یہ انسانیت کی پوری زندگی سے بھی زیادہ بابرکت تھی۔

یہ ہیں وہ حقائق۔ اور ان کے آثار دیکھنے میں آتے ہیں، جنہوں نے غیر مسلم انصاف پسندوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اس دین کا اقرار و اعتراف کریں اور اس عظیم الشان دین کے متعلق اپنی حیرت اور تعجب کا اظہار کریں یہاں تک کہ اُنھوں نے اس کے بارے میں کہا کہ یہ دین آگے بڑھنے والا اور متحرک ہے۔ وہ برابر آگے بڑھتا اور زمانے کی حدود کو پھلانگتا ہے۔ اور ایک زبردست قوتِ حیات ہے، جو مکانیت کی حدود کو پھلانگتی ہے۔

اگر تیرے دل میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہو اور اُس کی شعاع باقی اعضاء پر پڑے اور انہیں وہ منور کر دے، تو اس سے تمام اعضاء میں زندگی مع طمانیت کے، قوت مع نرمی کے اور بلند عزم جو ہمت ہارنا نہ جانتا ہو، سرایت کر جائے گا۔ "والذین استجابوا لربھم ...

اقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم ومما رزقنٰھم ینفقون"۔ (اور جن لوگوں نے اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہا، اور نماز قائم کی۔ اور اُن کے درمیان اُن کا معاملہ شوریٰ پر ہے۔ اور جو کچھ ہم نے دیا۔ وہ خرچ کرتے ہیں)

جب اسلام کسی ملک میں داخل ہوا تو اُس نے صرف اِسی پر اکتفا نہیں کیا کہ راستے محفوظ ہو جائیں۔ زمین کی اصلاح ہو جائے اور روشنیاں لگ جائیں، بلکہ وہ عقلوں کی طرف لپکا کہ اُن کے دریچے کھولے، قوانین کی طرف بڑھا کہ اُن کی اصلاح کرے۔ کجیوں کو دیکھا کہ اُنھیں سیدھا کرے اور بتوں اور طاغوتوں کو توڑا پھوڑا۔ اس سلسلے میں کبھی تو وہ پُر شور پانی کی طرح بہا اور کبھی نرم رَو پانی کی طرح۔ اسی چیز کو دیکھتے ہوئے اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں اگر نپولین نے یہ کہا تھا:" یہ واقعی بڑا ہی حیرت انگیز ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام نے نصف صدی میں نصف دنیا کو فتح کر لیا"

پس اسلام ایک ایسی بیداری (نہضت) ہے، جو جمود اور کاہلی کو نہیں جانتی۔ ضعف اور بے ہمتی سے نامانوس ہے۔ اور گِرزوں اور میلوں کی زبان کا اعتراف نہیں کرتی۔ یہ ایسی بیداری ہے، جس میں جڑوں کی گہرائی، چٹانوں کی سختی اور صلابت اور بازوؤں کی پرواز ہے۔ اس بیداری کے پاؤں تو زمین پر پڑتے ہیں، باقی اُس کی عقل، اس کا دل اور وجدان عرشِ رحمٰن کے نیچے ہے، وہ اس سے سوال و جواب کرتا ہے، اُس سے اُس کی مناجات ہوتی ہے۔ وہ اُس سے اپنے شوق و ذوق کا اظہار کرتا ہے۔ اُس سے اعانت و تائید طلب کرتا ہے اور اُس سے ھدایت چاہتا ہے۔ اور اسلام کی یہ بیداری اُن سب اُمور میں ایک واقعیت ہے جو مثالیت کو لئے ہوئے ہے، اور ایک مثالیت ہے جو حقیقت واقعی ہے۔

برادرانِ محترم!

اسلام کا نورُ عالمِ انسانی پر چمکا تو اُس وقت وہ گھٹا ٹوپ اندھیرے اور اندھا دھند گمراہی میں زندگی گزار رہا تھا۔ اُس میں جو قوی تھا، وہ ضعیف کو کھاتا اور دولت مند فقیر کو لوٹتا تھا۔ ضعیف اور فقیر کینے سے بھرے ہوئے اس انتظار میں تھے کہ اُنھیں انتقام لینے کا موقع ملے۔ اسلام کا نور انسانیت پر چمکا تو اُس وقت پورے عالم میں عقیدہ کی خرابی، روابط کی بدنظمی، مفاسد کا

پھیلا ہوا اور فرد اور جماعت کے رشتے کی کشاکش خوب زوروں پر تھی۔ اسلام کا نور انسانیت پر چمکا تاکہ وہ عقیدہ کی کجی کو دور کرے اور اُسے آزادی دے اور فردِ انسانی کو کمال کی طرف لے جائے، جہاں اُس کی روح بلند ہو اور اُس کے طبائع و اخلاق کی اصلاح ہو۔ ہر کمزور اور فاسد چیز اُس سے چھٹ جائے اور ہر صالح اور شریف جذبہ اُس میں تقویت پائے۔

اسلام کا نور انسانیت پر چمکا کہ وہ سورج کی ایسی شعاع بنے جو پوری حرارت، قوت اور سرعت سے زمین پر اُترے اور جو اُس کے سامنے بادل ہیں، اُنہیں منتشر کر دے، اگر وہ بادل برف بن جائیں، تو وہ اُسے پگھلا دے، اور اس طرح زمین کو پانی سے نہلا دے۔ بات یہ ہے کہ بدی کی ظلمت، فضیلت کے نور اور اُس کی روشنی کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔ دوسرے الفاظ میں دینِ اسلام بالجملہ اُس مبارک درخت کے مشابہ تھا، جس کی جڑ دلوں کی گہرائیوں میں ثابت تھی۔ اور یہ ہے ایمان۔ پھر اُس کی شاخیں پھیلیں اور زبان اور اعضاء و جوارح تک پہنچیں، یہ اسلام ہے:۔

"اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہ کمشکٰوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیئ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء"

(اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا، اُس کے نور کی مثال ایک طاق کی ہے، اس میں ایک چراغ ہے چراغ شیشے میں ہے اور شیشا جیسے ایک تارا چمکتا ہوا۔ وہ زیتون کے ایک مبارک درخت کے تیل سے جلتا ہے۔ نہ وہ شرقی ہے نہ غربی۔ یوں لگتا ہے کہ اُس کا تیل بغیر آگ لگے روشنی دے، نور کے اوپر نور ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے، اپنے نور کی طرف ھدایت دیتا ہے)۔

بھائیو!

یہ حقیقت ہے کہ اسلام کا پیغام آسمانی تحفہ ہے زمین کے لئے، بلکہ یہ کون و مکان کے خالق کا پروگرام ہے کارگاہائے زندگی میں ضعیف اور نادان انسان کے لئے۔ یہ پروگرام انسان کے لئے باسعادت زندگی کی تنظیم اور ھدایت یافتہ ریاست کے قیام کا حامل ہے۔ یہ انسان کو اس امر پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اپنی معطل شدہ عقل کو اپنی دنیا و آخرت کی سعادت کے حصول کے لئے وسیع ترین حد تک استعمال کرے۔ یہی وہ چیز ہے، جس نے فرد اور اسلامی معاشرہ کو تہذیب

انسانی کی تاریخ میں ایک اعلیٰ نمونہ کا درجہ دیا۔ اور اُسے ایسا تابناک نور بنایا، جس نے یہ منکشف کیا کہ اس دنیا میں انسان کے لئے سب سے بڑی سعادت اُس وقت ہوگی جب اُس کی فکری و روحانی غذا صحیح دین کے منبع اور خالق کون کے پروگرام اور اُس کے قانون اور نظام کے وضع کرنے والے کے خالص مواد سے ماخوذ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"ما ارسلناك الا رحمة للعالمين"۔ "وابتغ فيما اتاك الله الدار الآخرة ولا تنس نصيبك من الدنيا واحسن كما احسن الله اليك"۔ "ولا تبغ الفساد في الارض۔ ان الله لا يحب المفسدين"۔ "ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة"۔ "ولله العزة ولرسوله وللمومنين"۔ "طٰه ما انزلنا عليك القرآن لتشقى الا تذكرة لمن يخشى تنزيلا ممن خلق الارض والسماوات العلى"۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"ليس بخيركم من ترك دنياه لآخرته ولا من ترك آخرته لدنياه ولكن يصيب منهما جميعاً"۔

(تم میں سے بہتر وہ نہیں جو اپنی دنیا اپنی آخرت کے لئے چھوڑ دے اور نہ وہ جو اپنی آخرت اپنی دنیا کے لئے چھوڑ دے۔ لیکن وہ ہے جو ان دونوں میں سے حاصل کرے)

اسلام میں علم کا مقام

برادرانِ محترم!

بے شک اسلام ایک بلند و باعزت مقصد کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں آیا۔ اور وہ مقصد تھا فرد اور معاشرہ کو ایسی آسمانی غذا مہیا کرنا، جو مرکب ہو علم، عمل اور اچھے اخلاق سے۔ یقیناً اسلام اس لئے آیا کہ وہ اس دنیا سے جہالت، افلاس اور جسمانی روحانی اور فکری امراض کو ختم کرے۔ چناں چہ قرآن مجید کی جو شروع میں آیتیں اُتریں، ان میں پڑھنا لکھنا سیکھنے کو امر واجب قرار دیا گیا ہے۔ کیوں کہ یہی علم و معرفت کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے "قرأت و کتابت" کا حکم دیا۔ اور اسے واجب قرار دیا، نماز کا

حکم دینے اور اُسے فرض قرار دینے سے پہلے ارشاد ہوا - اقرأ باسم ربك الذی خلق -

اسی طرح قرآن مجید نے اپنی ایک سورت میں کتابت اور اُس کے آلات کو بطور قسم ذکر کیا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ن والقلم وما یسطرون" (قسم ہے ن کی اور قلم کی اور جو وہ لکھتے ہیں) بعض تفسیروں میں ن سے مراد دوات لی گئی ہے - ان چیزوں کی قسم سے مراد اللہ کی طرف سے یہ اعلان ہے کہ انسان انحطاط و جہالت کے زمانے سے ترقی، نور اور علم کے زمانے میں قدم رکھ رہا ہے -

احادیثِ نبویؐ میں بھی علم کی اہمیت اور مکارم اخلاق کی نشر و اشاعت پر زور دیا گیا ہے - علم کے حصول کو تمام مسلمانوں کے لئے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ دوسرے فرائض اسلامی کی طرح ایک فرض لازم قرار دیا گیا - رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" اور آپؐ نے زور دیا کہ اگر اندرونِ ملک علم کا فقدان ہو تو اُسے خارج سے حاصل کیا جائے - فرماتے ہیں "اطلبوا العلم ولو کان بالصین" اسی طرح نبی کریمؐ نے اپنی رسالت کی غرض و غایت یہ بیان فرمائی "انما بعثت معلماً ولا تمم مکارم الاخلاق" ــــ (بے شک مجھے معلم اور مکارم اخلاق کا اتمام کرنے والا مبعوث کیا گیا ہے) - نیز اسلام نے جاہل معاشرے سے اپنی برأت ظاہر کی ہے، ارشاد نبویؐ ہے "لیس منی الا عالم او متعلم" (جو عالم یا متعلم نہیں، وہ مجھ سے نہیں) -

قرآن مجید کے ان ارشادات اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان ترغیبات کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے طب، کیمیا، علوم حکمت و فلک وغیرہ میں غیر قوموں کی جو کتابیں تھیں، اُن کے ترجمے قرآن کی زبان یعنی عربی میں کرنے شروع کر دیئے - مسلمانوں کے ہاں ان علوم کے ترجمے گویا بیج تھے، جنہیں اُنہوں نے جان دار اسلامی فکر سے سیراب کیا - اور اُنہیں غذا بہم کی - اور اس کا حاصل وہ شان دار اسلامی تہذیب تھی، جو اصل اور بیج بنی موجودہ مغربی تہذیب کے درخت کی، باعتبار اُن علوم و فنون اور ترقی و تقدم کے جو اُس میں ہیں - اس کا اعتراف مغرب کے سینکڑوں علماء اور بڑے بڑے سیاست دانوں نے کیا ہے - ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا ولایات متحدہ امریکہ کے سابق صدر

ایزن ہاور نے ایک بیان میں مغرب پر اسلامی اور مسلمانوں کے علوم و فنون کے جو احسانات ہیں، اُن کا ذکر کرتے ہوئے اس کو تسلیم کیا کہ اہلِ مغرب کی مدنیت و حضارت اور ترقی کا یہ سبب تھے۔ اسی طرح جرمن اطبار کے ادارہ واقع برلن کے صدر ڈاکٹر غریسیب نے میلاد النبیؐ کے موقع پر برلن میں مسلمان طلبہ کے ایک اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کے اس علمی احسان کا اعتراف ان الفاظ میں کیا :-

" اے مسلمان طالب علمو! ہم یورپی آپ لوگوں کے اور اُس عظیم انسانی کارروان کے جو کبھی تمہارا تھا، احسان مند ہیں۔ اور اب بھی جب ہم ابن سینا، الرازی اور ابن الہیثم وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں، تو ہم محوِ حیرت ہو کر رہ جاتے ہیں .... اے مسلمان طلبہ! اب معاملہ برعکس ہو گیا ہے۔ چناں چہ اب ہمارا فرض ہے کہ تمہارے ہم پر اس ضمن میں جو حقوق ہیں، اُنھیں ادا کریں۔ یہ جو آج کے علوم ہیں، وہ سوائے اس کے اور کیا ہیں کہ تمہارے آباء و اجداد کے علوم کے توسیع شدہ اور اُن کے معارف و نظریات کی شرح و تفصیل ہیں۔ اے طالب علمو! اپنی تاریخ کو نہ بھولو۔ تمہارا فرض ہے کہ مسلسل محنت کرو تاکہ اپنی گزشتہ عظمت کو بحال کر سکو۔ اور خاص کر جب تمہاری مقدس کتاب جو تمہاری بیداری (نہضت) کا باعث و محرک ہے، تمہارے ہاں اب بھی موجود ہے۔ اور تمہارے نبیؐ کی تعلیمات تمہارے پاس محفوظ ہیں۔ پس ماضی کی طرف لوٹو تاکہ تم مستقبل کی تعمیر کر سکو، تمہاری کتاب قرآن کریم میں علم و ثقافت ہے اور نور و معرفت ہے۔

اے ہمارے طالب علمو! اور ماضی میں ہم تمہارے طالب علم تھے، میں تمہیں سلام کہتا ہوں "

جامعہ نیویارک کے پروفیسر ڈریپر نے اپنی کتاب " علم اور مذہب کے مابین کش مکش " میں لکھا ہے :- " تقریباً چھ صدیوں تک مسلمانوں کی کتابوں کے ترجمے یورپ کی یونی ورسٹیوں میں درس و تدریس کا واحد مصدر تھے۔ اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعض علوم میں اور خاص کر علمِ طب میں مسلمانوں کا اثر آج کے زمانے تک جاری ہے "

برادران کرام!

یہ جو کچھ مشرق اور مغرب کے صدہا علماء و فضلاء نے ہماری تہذیب، ہماری تاریخ اور

اُس کی شان و شوکت اور فضل و کمال کے بارے میں کہا ہے، یہ کتنی عظیم نعمت تھی اگر مسلمان علوم و فنون کے میدانوں میں صحیح اسلامی راہوں پر برابر گامزن رہتے اور عقل اور جاندار اور روشن فکر کے حامل اسلامی منہاج کو اپنائے رکھتے۔ لیکن دنیا کا دستور یہ ہے کہ لوگوں کے لئے زمانہ بدلتا رہتا ہے۔ "تلك الايام نداولها بين الناس"

مسلمانوں کے انحطاط کے اسباب

وہ امر جس پر کہ واقعی افسوس کرنا چاہیئے، یہ ہے کہ عقل اسلامی پر جمود، جاندار فکر اسلامی اور سوچ بچار کرنے کے اسلوب پر تعطل اور ٹھہراؤ حاوی ہو گیا۔ چناں چہ مسلمانوں نے فریضۂ علم کو ایک تنگ اور محدود دائرہ میں مقید کر دیا۔ وہ کلیتہً روحانی زندگی کی طرف متوجہ ہو گئے اور اُمت کو علوم کون و حیات سے بہرہ ور کرنے کے بجائے عبادات، معاملات اور اُن کی باریک تفصیلات کی بعض اسلامی جہتوں پر قانع ہو کر رہ گئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ فقر و فاقہ کو باعثِ عزت سمجھنے لگے۔ جہالت میں غرق ہو گئے اور نفع بخش بلکہ ضروری علم تک سے محروم ہو گئے۔ اُن کے ہاں مالی آسودگی عیب قرار پائی۔ علومِ کون کفر و الحاد سمجھے گئے اور بیماری فضیلت اور تقرب الٰہی مانی گئی۔

مسلمان اسی طرح برابر سوئے رہے، اور کہیں اُس وقت جا کر اُن کو ہوش آیا، جب استعمار اُن کے سینوں پر چڑھ بیٹھا اور اُس نے اُن کے ملکوں میں سے ایک بالشت بھی جگہ ایسی نہ چھوڑی، جس پر اُس نے قبضہ نہ کیا ہو۔ اس کے بعد استعمار نے اُمتِ اسلامی کو ذلیل کیا۔ اُسے قہر و ستم کا نشانہ بنایا، اُسے بیماریوں اور فقر و فاقہ میں مبتلا کر دیا۔ اُس کی دولت و ثروت کو لوٹا۔ اُسے سعادت سے محروم کر دیا، اور ان سے بھی بڑھ کر مصیبت یہ ہوئی کہ استعمار نے اُمت اسلامی کے بہت سے فرزندوں کے دلوں میں جنہوں نے کہ اُس کی چھاتیوں سے دودھ پیا تھا، یہ بات ڈال دی کہ اس عظیم سانحہ کا مسلمان اس لئے شکار ہوئے کہ وہ دین اسلام کے ماننے والے تھے۔ اور یہ کہ اسلام اُن کے جمود، پس ماندگی، فقر و فاقہ اور جہالت کا ذمہ دار ہے۔ استعمار کو اپنے مقاصد اور اغراض کی تکمیل میں مسلمانوں کی اس صورت حال اور اُن کی فکری، علمی اور روحانی قیادتوں کے جمود سے بڑی مدد ملی۔

ہم آج کل سنتے اور دیکھتے ہیں کہ ہر اسلامی ملک میں ایسی جماعتیں اور گروہ ہیں، جو استعمار کی گودوں میں پلے اور اُس کی چھاتیوں سے اُنہوں نے غذا حاصل کی۔ اور وہ اسلام کے پیغام کی جگہ کسی دوسری چیز کو بدلنا چاہتے ہیں۔ وہ وحیِ آسمانی سے گلو خلاصی حاصل کرنے اور اس کی رسوم و آثار سے بچنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ یہ مکّار استعمار اور کینہ ور دشمن کے اشارہ سے ہوتا ہے اور چوں کہ اسلامی معاشرہ جاہل اور پس ماندہ ہے، اس لئے مسلمانوں کے لئے یہ اور بھی تشویشناک ہے۔ اب مرض خطرناک ہے، اور جمود بھی ہے اور انکارِ حق بھی۔ یہ صورتِ حال رُلانے والی اور غم ناک ہے، ایک عربی شاعر نے اس کی تصویر کتنی اچھی کھینچی ہے۔

لا عالم الشرق بدینه ولا مقتبس العلم من الغرب لهدیٰ

(نہ اپنے دین کا عالم جو شرق کا ہے اور نہ غرب سے علم حاصل کرنے والا ہدایت پر ہے)

خدا کی قسم۔ یہ خطرناک حادثہ ہے ایک ہولناک مصیبت ہے۔ تہ بہ تہ اندھیرا ہے۔ سخت خطرہ ہے، بادل گھرے ہوتے ہیں اور ہر شے ڈرا رہی ہے۔ پس کیا ہو، اور کس کی طرف رجوع کیا جائے۔

اس بُحران کا حل بالکل واضح ہے۔ وہ یہ کہ ہم کتاب اللہ کی طرف لوٹیں اور اُس سے ہدایت حاصل کریں۔ تاریخ اسلام کے دورِ زرّیں کا مطالعہ کریں اور ابتلا رسے نکلنے اور مرض سے شفا پانے کے لئے اُس سے رہنمائی چاہیں۔ قرآن مجید کے اندر وہ طبیب ہے، جو شفا کا ضامن اور بَلا کو دُور کرنے والا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ۔ " وننزل من القرآن ما هو شفاءٌ ورحمة للمؤمنین " " انا انزلنا الکتاب فیه هدی ونورٌ " " ان هٰذا القرآن یهدی للتی هی اقوم "

نیز ارشاد ہوا ہے :۔

" وعد الله الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا "

برادرانِ کرام !

عالمِ اسلامی آج جس بحران سے گزر رہا ہے۔ اور ایک زمانے سے اُس پر جو ضعف طاری ہے، ضروری ہے کہ ہم اُس کا کوئی حل ڈھونڈیں۔ آج ہم مسلمانوں کو ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو

ہمارا ہاتھ پکڑے اور ہمیں طریقِ حق اور سیدھے راستے کی طرف لے جائے۔ ہمیں آج ایسے قائدینِ فکر اور علماء چاہئیں جو ہر چیز سے واقف ہوں اور ہمارے سامنے جو اندھیرے ہیں، وہ اُن کو دور کرسکیں اور ہمارے لئے وہ روشن شمع ثابت ہوں۔ ہمارا موجودہ بحران سچ پوچھئے تو قیادت کا بحران ہے۔ ہمیں ایسی قیادت چاہیئے جو علم، فکر، عقیدہ اور دعوت الی اللہ کی حامل ہو۔ ہمارا بحران قائدین اور علماء کا بحران ہے۔ ہمیں ایسے قائدین و علماء چاہئیں جن کے نفوس، قلوب اور اعمال میں وراثتِ نبویؐ اپنی تمام صفات، اخلاق اور رہنمائی کے ساتھ متمثل ہو۔

بھائیو! توپ کا بنانا آسان ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ہوائی جہاز بھی ایک کارخانے میں بنایا جا سکتا ہے، لیکن اس سے زیادہ اہم اُس آدمی کا تیار کرنا ہوتا ہے، جو توپ چلاتا ہے اور اُس ہوا باز کا جو ہوائی جہاز چلاتا ہے۔ ہمیں محمدی قیادتوں کے لئے جو دن اور رات اور صبح و شام متحرک رہیں، کارخانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایسا آدمی چاہیئے جو محرابِ مسجد میں خشوع و خضوع سے نماز پڑھے۔ قاریِ قرآن ہو۔ استاد فقہ ہو۔ اخلاق کا نمونہ ہو۔ جنگوں میں شعلۂ آتشیں ہو۔ وہ جنگ میں صرف اتنا نہ کرے کہ دُور بیٹھا سیاسی نقشے بنایا کرے، بلکہ وہ لازمی طور پر سپاہیوں کا اُن کی پیاس، محنت و مشقت اور حرب و ضرب میں بھی ساتھ دے۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اسلام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں اور آپؐ کے چار خلفاء کی جدوجہد کے ذریعہ سب سے ترقی یافتہ اُمت اور سب سے عظیم سلطنت کو وجود بخشا اور شاندار عدل و انصاف اور حسین ترین اخوتِ انسانی کی تکمیل کی۔ اگر مسلمان اسلام سے انحراف کرکے دنیاوی خواہشات کے پیچھے نہ پڑتے اور شخصی اغراض کے لئے باہم نہ لڑتے تو پوری دنیا اسلام کی حلقہ بگوش ہو جاتی۔ اسلام کو جو عروج حاصل ہوا، تو وہ محمدی قیادتوں کی بدولت ہوا جو وارث تھیں نبی کریمؐ کی صفات، اخلاق اور اعمال کی۔ اور مسلمانوں کو جو زوال آیا تو اس کا سبب حقیقی علماء کا فقدان تھا۔

آج ہمیں ایسے علماء پیدا کرنے چاہئیں جو نفع بخش علوم کا حاصل کرنا اسی طرح فرض سمجھیں، جیسے پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ اور یہ کہ معاشرہ اسلامی کا تمام انواع کی مصنوعات اور پیداوار میں خودکفیل ہونا ایسا ہی فریضہ ہے، جیسے رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم ایسے علماء پیدا کریں جو فقر و فاقہ، جہالت اور بیماریوں کے خلاف جنگ کرنا اسی طرح فرض سمجھیں جیسے فسق و فجور اور کبیرہ گناہوں کے خلاف جنگ کرنا۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ایسے علماء اسلامیین کو پیدا کرنے کا سوچیں جو فاتح اور متقی قائدین، عادل و مخلص حاکم اور ماہر مہندس و فن کار پیدا کریں۔ ہم ایسے علماء پیدا کرنے کا سوچیں جو اُمت کے لئے تمام نفع بخش علوم کو، خواہ وہ ارضی ہوں یا آسمانی، دینی ہوں یا دنیوی اور مادی ہوں یا معنوی، حاصل کریں، اُن کی تعلیم دیں اور اُن کی نشر و اشاعت کریں۔ اور وہ اسلامی معاشرہ کو صحیح علم اور اُس کی فیاض روح کی بنیادوں پر کھڑا کریں۔

برادرانِ کرام! اسلامی تاریخ کے دَورِ زرّیں میں جو علماء اسلام گزرے ہیں، اگر کوئی اُن کی زندگی کا غور سے مطالعہ کرے تو وہ دیکھے گا کہ اُن میں سے کوئی نہ کوئی ہر کامیاب خلیفہ، ہر فاتح سپہ سالار اور خطرات میں گھری ہوئی اپنی قوم کے ہر نجات دہندہ زعیم کے ساتھ رہا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ کوئی نہ کوئی تربیت دینے والا عالم اور شیخ اور فلسفی رہا ہے۔ سلطان محمد فاتح جس کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہوا، اُس کا مرّبی شیخ ہر وقت اُس کے ساتھ رہتا تھا، یہاں تک کہ معرکہ ہائے کارزار میں بھی۔ اور یہی حال اُن دو عظیم قائدین سلطان نورالدین اور سلطان صلاح الدین کا تھا، جنہوں نے قرونِ وسطیٰ میں صلیبیوں کو شکست دی۔

ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے خواہ وہ بادشاہ ہوں یا جمہوریتوں کے صدر۔ قائدین ہوں یا اغنیاء۔ غرض تمام مسلمانوں کا جو وسائل رکھتے ہیں، فرض ہے کہ وہ بسرعت تمام اور اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کر کے ایسے مدارس اور معاہد قائم کریں جو صرف معاشی اسناد (ڈگریاں) دینے پر اکتفا نہ کریں، بلکہ وہ ایسے علماء اور مربّی بھی پیدا کریں، جو دنیا کو آخرت کا زینہ سمجھیں۔ اور یہ سمجھیں کہ ایک صالح بندہ کا صالح مال اچھا ہوتا ہے۔ ایک طاقت ور مومن ضعیف و کمزور مومن سے اللہ کے نزدیک زیادہ اچھا اور محبوب ہے۔

برادرانِ محترم، ہمیں اس طرح کے باایمان مدارس کی ضرورت ہے، جو ایسے علماء پیدا کریں جن کی بدولت ہم اپنے اسلامی معاشرے میں آثار نبوی دیکھ سکیں۔ ہمیں ایسے علماء کی ضرورت ہے جو باعمل ہوں اور جن کا ہمارے ہاں ایک عرصہ دراز سے فقدان ہے۔

اے بھائیو! ایسے مدارس قائم کرنے کے لئے کمر ہمت باندھو جو داعی، مربی، مرشد اور تعمیری کام کرنے والے پیدا کریں۔ جو ہر زبان میں اسلام کی دعوت دیں اور اس کے نتیجے میں ہم قومی اسلام، محمدی ایمان، صدیق اکبرؓ کا جہاد، عمر فاروقؓ کی فتوحات، مامون الرشید کے علوم، اور قسطنطنیہ جیسی فتوحات دیکھیں۔ اور مسلمانوں کو ان کی بدولت اس طرح نجات ملے، جیسے اُن علماء کے تلامذہ نے تاتاریوں اور صلیبیوں کے حملوں سے نجات دلائی تھی۔

اے برادرانِ مومنین! آپ یقین کریں اور اس حقیقت کی خود تاریخ شہادت دیتی ہے کہ جب مسلمان اپنے علماء سے جو اُن کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں، محروم ہو جائیں، دین کی معنویت جاتی رہتی ہے اور اُس کے صرف مظاہر رہ جاتے ہیں۔ عبادت عادت بن جاتی ہے۔ نماز اُٹھک بیٹھک، روزے فاقہ کشی اور خشوع و خضوع ظاہرداری۔ جب یہ صورت حال ہو، تو لوگوں کے حقوق مارے جاتے ہیں۔ ظالموں کی لغویات مقدس ہو جاتی ہیں۔ توازن جاتا رہتا ہے۔ بھلائی بُرائی ہو جاتی ہے اور بُرائی بھلائی۔ اُس وقت کمزوروں کی حمایت کے نام سے چور اور ظالموں کا مقابلہ کرنے کے نام سے راہزن بکثرت ہو جاتے ہیں۔

اس قسم کی لغویات کا قلع قمع اور اسلام کے جمال اور اُس کی قوت کا مظاہرہ صرف محمدی علماء ربانیین ہی کر سکتے ہیں، جو دین اور اُس کی حقیقت کو جانتے ہوں۔ اُن میں ایمان کی قوت اور فولادی عزم ہو اور ان کی مدد سے وہ ہر رکاوٹ کو پار کر سکیں۔ اور ہر بحران پر قابو پا سکیں۔ اسلام کی نشر و اشاعت اور اُس کے قیام میں کوئی خطرہ اُن کو ڈرا نہ سکے اور کوئی لالچ اُن کے عزم کو کمزور نہ کر سکے۔ اُن کے سامنے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہو۔ قریش نے پہلے آپ کو ڈرایا، پھر ہر طرح کا لالچ دیا۔ اور ان سب کا آپ نے یہ جواب دیا: "اے چچا! اگر یہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج رکھیں اور بائیں ہاتھ پر چاند۔ اور یہ چاہیں کہ میں اس کام سے ہٹ جاؤں۔ تو میں نہیں ہٹوں گا جب تک کہ میرا سر میرے بدن سے جدا نہیں ہوتا۔"

برادرانِ اسلام!

مسلمانوں کو اپنی تاریخ کے دوران کئی بڑے بڑے خطرات سے دوچار ہونا پڑا ہے: تاتاریوں کا سیلاب۔ صلیبیوں کے حملے اور دشمنانِ اسلام کی طرف سے عقیدہ اسلامی کو مسخ کرنے کی

کوششیں۔ آج بھی ہمیں اسی قسم کے خطرے کا سامنا ہے۔ ان خطرات پر باعمل مخلص مربی اور وراثتِ محمدی کے حامل علماء ہی کے تربیت یافتہ افراد سے غلبہ پایا جا سکتا ہے۔ پس ایسے نمونے کے مدارس اور معاہد قائم ہونے چاہئیں جو اس قسم کے داعی پیدا کریں جو ایمان کی تجدید اور دنیا میں اسلام کی نشر و اشاعت کریں، ورنہ بڑا زبردست خطرہ مسلمانوں کو بلکہ پوری نوعِ بشری کو گھیرے رہے گا۔

اس اعلیٰ مقصد کے حصول کے لیئے ہر مسلمان کو اپنی قوت صرف کرنی چاہیئے اور سب سے پہلے یہ ذمہ داری مسلمانوں کے علماء اور حکام پر عائد ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ " لوگوں کی دو اصناف ہیں۔ اگر وہ ٹھیک ہو جائیں تو سب لوگ ٹھیک ہو جائیں گے۔ اور وہ ہیں علماء اور امراء یعنی حکام "۔ نیز آپ کا ارشاد ہے :" اسلام اور سیاسی طاقت دو جڑواں بھائی ہیں۔ اور ایک دوسرے کے بغیر ٹھیک نہیں ہوتا۔ پس اسلام بنیاد ہے اور سیاسی طاقت محافظ۔ جس کی بنیاد نہ ہو، وہ گر جاتا ہے اور جس کا محافظ نہ ہو، وہ ضائع ہو جاتا ہے "۔

میں عام مسلمانوں تک دنیا اور انسانیت کی سعادت کے لیئے وارثینِ انبیاء علماء پیدا کرنے کے سلسلے میں قرآن مجید کی یہ ندا پہنچاتا ہوں :" انفروا خفافاً وثقالاً وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون "۔ (نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے اور یہ بہتر ہے تمہارے لیئے اگر تم کو سمجھ ہے)۔ علم اور علماء سے نعمت اور رحمت کا ظہور ہوتا ہے۔ انہیں سے بحران دور ہوتا اور خطرات زائل ہوتے ہیں۔ اور ان کی ھدایت سے صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے، جس کی آرزو ہر مصلح کرتا رہا ہے۔

اے برادران مومنین! میں تم میں سے اصحابِ اقتدار و حکام اور اصحابِ ثقافت و علم کو خاص طور پر مخاطب کرتا ہوں۔ اپنی آستینیں چڑھالو اور تیار ہو جاؤ۔ اپنی اُس اسلامی ساوی شخصیت کی طرف لوٹو، جو اللہ نے تمہارے لیئے تشکیل کی ہے۔ اور اُس سے تمہاری بھلائی اور فلاح مربوط کر دی ہے۔ زمین پر دولتِ اسلام کو وجود میں لاؤ اور اسے خود اپنے درمیان بھی ہر جہت سے قائم کرو۔ اس سے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا ہوگی۔ تمہاری طاقت بڑھے گی۔ تمہاری بات سنی جائے گی اور تمہاری عزت محفوظ ہوگی۔

اے میرے عزیز بھائیو! دین کی مدد سے دنیا کو جو دہکتے کوئلوں پر پہلو بدل رہی ہے۔ بچاؤ۔ جیسے اس سے پہلے تمہارے اسلاف نے اُسے بچایا تھا۔ تمہارے راستے میں جو مشکلات ہیں۔ اُن سے نہ ڈرو۔ اور تم سے اگر لوگ اعراض کریں۔ تو اس کا خیال نہ کرو۔ دنیا وہی دنیا ہے۔ وہ طبعاً بھلائی کی اطاعت کرتی ہے، اگر اُس تک اُسے راہ ملے۔

اے برادرانِ ایمان!

اب وقت آگیا ہے کہ مدارسِ ایمان کھلیں اور وہ ایسے محمدی داعی پیدا کریں، جو تعلیم دین، تہذیب و ثقافت سکھائیں اور ترغیب دلائیں۔ بے شک مسلمانوں کے لئے وقت آگیا ہے کہ اُن کے دل اللہ کے ذکر سے اور جو حق نازل ہوا ہے۔ اُس سے خشوع و خضوع اختیار کریں۔ وہ اپنے دین کی طرف لوٹیں اور اُس کا اتباع کریں۔ اُس کے اُصول و مبادی کو صحیح صحیح بغیر کسی کجی اور گمراہی کے سمجھیں۔ وہ اپنے دینی ورثے کو اپنی ثقافت اور دستور کا مصدر بنائیں۔ اور اُس کے احکام، مبادی اور حدود کو عمل شکل دیں۔ اس میں نہ سستی ہو اور نہ پیچھے قدم ہٹے۔ بلکہ یہ کام صدق دل اور خلوص سے ہو۔ اور اللہ سے اُمید رکھی جائے۔

اگر ایسا ہو جائے، تو آخرت سے پہلے ہی اسی دنیا میں سعادت حاصل ہوگی اور کوئی بڑا یا چھوٹا مسلمانوں پر اور اُن کے دین پر زیادتی کی جرأت نہیں کر سکے گا۔

بھائیو!

بڑھو مسلسل عمل کی طرف۔ بالاستمرار جہاد کی طرف اپنے نفوس سے بھی اور مالوں سے بھی۔ اس کا چڑھاؤ ہے اُتار نہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ والمومنون۔

ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

اور اللہ العظیم نے بالکل سچ فرمایا ہے۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔